# E-Content

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India

## Subject / Course - M.A. Urdu

**Paper** : 05 – Adabi Tanqeed

**Module Name/Title** : Asre Hazir Mein Kalam e Haali Ki Manawiyat

| DEVELOPMENT TEAM | |
|---|---|
| **CONTENT** | DDE, MANUU / Dr. Syed Taqi Abedi |
| **PRESENTATION** | Dr. Syed Taqi Abedi |
| **PRODUCER** | Md. Mujahid Ali |

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India
//imcmanuu

# اکائی: 26 الطاف حسین حالی۔حیات اور رباعی گوئی

ساخت


26.1 تمہید
26.2 حالی کے حالات زندگی
26.3 حالی کی رباعی گوئی
26.4 حالی کی رباعیات
26.4.1 رباعی۔۱
26.4.2 رباعی۔۲
26.4.3 رباعی۔۳
26.5 ایک رباعی کی تشریح
26.6 خلاصہ
26.7 نمونہ امتحانی سوالات
26.8 فرہنگ
26.9 سفارش کردہ کتابیں


## 26.1 تمہید

اس اکائی میں ہم آپ کو مولانا الطاف حسین حالی کی حیات اور ان کی رباعی گوئی کے متعلق واقف کرائیں گے۔ حالی اردو کے ایک ممتاز نقاد، بلند پایہ شاعر اور اہم سوانح نگار ہیں۔ تینوں حیثیتوں سے وہ ایک نمایاں مقام و مرتبے کے مالک ہیں۔ ان کے فکر و نظر کی جولانیاں، عمر بھر خوب سے خوب تر کی جستجو میں سرگرداں رہیں۔ انھوں نے نہ صرف قوم کے اقبال کا ماتم کیا بلکہ قوم کو محوِ نالۂ جرس کارواں رہنے کے بجائے یاران تیز گام سے قدم ملا کر نئی منزلوں کی طرف گام زن ہونے کا درس بھی دیا ہے۔ اپنی تخلیقات کے ذریعے ادب کو نئی جہت اور نئی سمتوں سے روشناس کرایا۔

## 26.2 حالی کے حالاتِ زندگی

حالی نے جس دور میں آنکھیں کھولیں وہ تاریخ کا ایک پر آشوب دور تھا۔ اس دور کو غالب کے الفاظ میں زمین سے آسماں تک سوختن کا باب کہا جاسکتا ہے۔ ایک طرف انگریزوں کا اقتدار بہ تدریج بڑھتا جا رہا تھا تو دوسری طرف مغلیہ سلطنت کے اقبال کا آفتاب نہایت سرعت کے ساتھ غروب ہوتا جا رہا تھا۔ مشرقی تہذیب کا ایوان متزلزل ہو رہا تھا۔ مغرب کا نیا نظام زندگی مستقبل کے لیے نئے امکانات لیے آگے بڑھ رہا تھا۔ قدیم و جدید میں کشمکش کا سلسلہ جاری تھا۔

1857ء میں ملک نے ایک قیامت خیز کروٹ لی جس نے سیاسی و سماجی نظام کے ساتھ شعر و ادب کو بھی بے حد متاثر کیا۔ 1857ء کا سانحہ دراصل کھوئے ہوئے اقتدار کو حاصل کرنے کی ایک ناکام کوشش تھی۔ اس کی بہت بڑی قیمت مسلمانوں کو ادا کرنی پڑی۔ اس واقعے سے جو غلط فہمیوں کا غبار تھا وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھٹ گیا۔ پورے ملک پر افسردگی کی گھٹا چھا گئی۔ مسلمانوں کی پستی اور زبوں حالی اپنے شباب پر تھی۔ ان حالات میں سرسید نے ملک کی فلاح و بہبود کے لیے ایک اصلاحی تحریک کی بنیاد رکھی جسے دنیا علی گڑھ تحریک یا سرسید تحریک کے نام سے جانتی ہے۔ یہ تحریک زندگی کے ہمہ جہت پہلوؤں پر محیط تھی۔ سرسید کے خیالات کو عملی جامہ پہنانے اور اردو شاعری کو نئی وسعتوں سے ہم کنار کرنے میں حالی کا اہم حصہ ہے۔

## خاندان

الطاف حسین حالی کا شجرۂ نسب بیالیس واسطوں سے صحابیِ رسولؐ حضرت ابوایوب انصاریؓ سے ملتا ہے۔ حالی کی والدہ سیدانی تھیں۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے ایک صاحبزادے حضرت عثمان غنیؓ کے عہد میں ایک مہم پر خراساں آئے اور ہرات میں سکونت اختیار کرلی۔ اس خاندان کی نویں پشت میں شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری گزرے ہیں جو اپنے عہد کے ممتاز صوفی، فن حدیث کے امام اور جیدّ عالم تھے۔ ان کی اٹھارویں پشت میں خواجہ ملک علی دولت وحکومت کو خیر باد کہہ کر سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں ہرات سے ہندوستان آئے۔ غیاث الدین نے ان کے علم وفضل سے متاثر ہوکر انھیں پانی پت میں بہت سی جائیداد اور زمین، رہائش اور بہ طور مدد معاش عنایت کی۔ خواجہ صاحب کو پانی پت کا ماحول بے حد پسند آیا۔ 1276ء میں وہ اس قصبے میں آباد ہوئے۔ (یادگار حالی۔ صفحہ 25) اور اپنی عمر کا بقیہ حصہ یہیں بسر کیا۔ انھوں نے جس محلے میں قیام کیا تھا وہ ان کے خاندان کی نسبت سے انصار مشہور ہوگیا۔ خواجہ ملک علی کی پندرھویں پشت میں حالی پیدا ہوئے۔

## نام اور ولادت

الطاف حسین نام تھا پہلے تخلص خستہ تھا بعد میں حالی اختیار کیا۔ حالی 1837ء مطابق 1253ھ پانی پت کے محلۂ انصار میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد خواجہ ایزد بخش سرکار انگریزی کے سررشتۂ پرمٹ میں ملازم تھے۔ حالی کی ولادت کے بعد ان کی والدہ کا دماغ مختل ہوگیا۔ بد قسمتی سے حالی بچپن ہی میں ماں کی آغوش محبت سے محروم ہوگئے۔ جب وہ نو سال کے ہوئے تو باپ کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔ انھیں داغ یتیمی سہنا پڑا۔ حالی کی تعلیم وتربیت ان کے بڑے بھائی خواجہ امداد حسین اور بہنوں نے بڑے پیار اور محبت سے کی، کبھی انھیں ماں کی ممتا اور باپ کی شفقت سے محرومی کا احساس ہونے نہیں دیا۔ صالحہ عابد حسین لکھتی ہیں:

> ''ماں کے دماغ کی خرابی اور باپ کی بے وقت موت سے الطاف حسین کے ننھے سے دل پر جو چوٹ لگی اس کی بہت کچھ تلافی بھائی بہنوں کی محبت نے کردی۔ بڑے بھائی خواجہ امداد حسین نے چھوٹے بھائی کو اپنے سایۂ شفقت میں لے لیا اور بہنوں نے بھی اس دُرِ یتیم کی پرورش میں اپنی جان لڑادی۔'' (یادگار حالی۔ صفحہ 26)

## تعلیم

عام رواج کے مطابق حالی کی بسم اللہ ساڑھے چار سال کی عمر میں ہوئی۔ انھیں پانی پت کے مشہور قاری حافظ ممتاز حسین کے پاس قرآن کی تعلیم کے لیے بھیجا گیا۔ حالی نے قوی حافظہ پایا تھا۔ وہ بہت جلد حافظ ہوگئے۔ قرآن شریف حفظ کرلینے کے بعد فارسی کی ابتدائی تعلیم مشہور شاعر میر ممنون دہلوی کے بھتیجے اور داماد سید جعفر علی سے حاصل کی۔ سید صاحب کے فیضِ تربیت میں حالی کو فارسی زبان وادب سے ایک خاص لگاؤ پیدا ہوگیا۔ فارسی کے ساتھ ساتھ حالی کو عربی پڑھنے کا شوق بھی پیدا ہوا۔ انھوں نے عربی کی تعلیم حاجی ابراہیم حسین سے حاصل کی۔ حاجی ابراہیم حسین لکھنؤ سے تحصیلِ علم کے بعد امامت کی سند لے کر پانی پت واپس آئے تھے۔ ان سے حالی نے صرف ونحو کی کچھ ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ حالی کو تعلیم حاصل کرنے کا بے حد شوق تھا مگر بدقسمتی سے انھیں اس کا موقع نہیں ملا۔ وہ خود لکھتے ہیں:-

> ''اگرچہ تعلیم کا شوق خود بہ خود میرے دل میں حد سے زیادہ تھا مگر مجھے باقاعدہ اور مسلسل تعلیم کا موقع نہ ملا۔''
> (مقالات حالی۔ حصہ اول۔ صفحہ 262)

سخت سے سخت مشکلات کے باوجود وہ علم کی تشنگی کو بجھاتے رہے۔ ہر وقت ان کا شوق ان کی رہبری کرتا رہا۔ شادی کے بعد بھی یہ شوق کم نہ ہوا۔ بیوی خوش حال گھرانے کی تھی۔ حالی کسی کو اطلاع دیے بغیر دلی چلے گئے۔ وہ خود لکھتے ہیں:

> ''میں گھر والوں سے روپوش ہوکر دہلی چلا گیا اور قریب ڈیڑھ برس وہاں رہ کر کچھ صرف ونحو اور کچھ ابتدائی کتابیں منطق کی مولوی نوازش علی مرحوم سے جو وہاں ایک مشہور واعظ اور مدرس تھے پڑھیں۔
> (مقالات حالی۔ حصہ اول۔ صفحہ 263)

مولوی نوازش علی کے علاوہ مولوی فیض الحسن سہارنپوری، مولوی امیر احمد، شمس العلما مولانا میاں سید نذیر حسین جیسے اساتذہ سے بھی فیض حال کیا۔

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE * MANUU
IMC LIBRARY
Hyderabad-34.

غالب کی خدمت میں بار ہا گئے۔فارسی اور اردو کے جو اشعار سمجھ میں نہیں آتے تھے، غالب سے ان کے معنی دریافت کرتے۔ غالب کے چند فارسی قصیدے بھی سبقاً سبقاً انھیں سے پڑھے۔

حالی جس ماحول کے پروردہ تھے وہاں انگریزی تعلیم کا ذکر تک نہ تھا۔ انگریزی پڑھنے کو عیب اور کالج کے تعلیم یافتہ لوگوں کو جاہل سمجھا جاتا تھا۔ انگریزی تعلیم کو سرکاری نوکری کا ایک ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ یہی بات تھی کہ حالی نے ڈیڑھ برس تک دلی میں قیام کے باوجود کبھی کالج کا رخ نہیں کیا۔ اس کا اظہار خود حالی نے کیا ہے:

''ڈیڑھ برس دلی میں رہنا ہوا۔ اس عرصے میں کبھی کالج کو جا کر آنکھ سے دیکھا تک نہیں اور نہ کبھی ان لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوا جو اس وقت کالج میں تعلیم پاتے تھے جیسے مولوی ذکاء اللہ، مولوی نذیر احمد، مولوی محمد حسین آزاد وغیرہ۔'' (مقالات حالی۔صفحہ۔264)

حالی کی تعلیم کا سلسلہ دلی میں ڈیڑھ برس سے زیادہ جاری نہ رہ سکا۔ ان کے گھر والوں کو پتا چلا تو ان کے بڑے بھائی اور دوسرے عزیز آئے اور حالی کو تعلیم منقطع کر کے پانی پت واپس جانا پڑا۔ وہ 1855 میں پانی پت واپس آئے۔

## شادی

1853ء میں حالی کی شادی سترہ سال کی عمر میں ان کی ماموں زاد بہن میر قربان کی صاحبزادی اسلام النساء کے ساتھ ہوئی۔ یہ رشتہ ان کے بڑے بھائی خواجہ امداد حسین اور بہنوں نے جنھیں حالی بہ منزلۂ والدین سمجھتے تھے طے کیا تھا۔ وہ ابھی شادی کے چکر میں پڑنا نہیں چاہتے تھے بلکہ تعلیم کو جاری رکھنا چاہتے تھے۔ مگر بزرگوں کی رائے سے اختلاف کرنا ان کی سعادت مندی کے خلاف تھا۔

## ملازمت

شادی کے بعد بھی حالی کو فکر معاش کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ سسرال کی آسودہ حالی نے انھیں فکرِ معاش سے بے نیاز رکھا۔ جیسا کہ آپ کو بتایا جا چکا ہے کہ حالی شادی کے بعد کسی کو اطلاع دیے بغیر تحصیل علم کے لیے دلی چلے آئے اور ڈیڑھ برس تک رہے۔ 1855 میں انھیں پانی پت واپس آنا پڑا۔ یہاں فکرِ معاش سے بے نیاز ہو کر مطالعے میں مصروف ہو گئے۔ 1856ء میں تلاش معاش میں پانی پت سے باہر نکلنا پڑا۔ انھیں حصار میں ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں قلیل تنخواہ پر ملازمت مل گئی۔ ابھی ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ 1857 کا ہنگامہ شروع ہوا۔ حالی نے یہ قیامت خیز سانحہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ سارے ملک میں ایک قیامت بپا ہو گئی۔ حصار میں بھی قیامت کا عالم تھا۔ حالی نے پریشانی کے عالم میں حصار سے پانی پات کا رخ کیا۔ راستے میں ان پر مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا وہ بڑے بڑے خطروں کا مقابلہ کرتے ہوئے کسی نہ کسی طرح پانی پت پہنچ گئے۔ اس سفر نے ان کی صحت کو بری طرح متاثر کیا۔ چار سال تک حالی پانی پت میں رہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''قریب چار برس پانی پت میں بیکاری کی حالت میں گزارے۔ اس عرصے میں پانی پت کے مشہور فضلا مولوی عبدالرحمٰن، مولوی محب اللہ اور مولوی قلندر علی مرحوم سے بغیر کسی ترتیب وار نظام کے کبھی منطق یا فلسفہ، کبھی حدیث کبھی تفسیر پڑھتا رہا اور ان میں سے جب کوئی پانی پت میں نہ ہوتا تھا تو خود بغیر پڑھی کتابوں کا مطالعہ کرتا تھا اور خاص کر علم و ادب کی کتابیں شرح اور لغات کی مدد سے اکثر دیکھتا تھا اور کبھی کبھی عربی نظم اور نثر بھی کسی کی اصلاح یا مشورے کے لکھتا تھا مگر اس پر اطمینان نہ ہوتا تھا۔ میری عربی اور فارسی کا منتہا صرف اسی قدر ہے جس قدر اوپر ذکر کیا گیا ہے۔'' (مقالات حالی۔حصہ اول۔صفحہ 265)

1861ء میں تلاش معاش میں دوبارہ دلی پہنچے جو تباہ شدہ حالت میں بھی علم و فن اور شعر و سخن کا بازار گرم کیے ہوئے تھی۔ قیام دلی ان کی زندگی میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ یہاں ان کی ملاقات جہانگیر آباد کے رئیس نواب مصطفیٰ خان سے ہوئی جو اردو میں شیفتہ اور فارسی میں حسرتی تخلص کرتے تھے۔ شیفتہ نے حالی کو اپنے بچوں کا اتالیق مقرر کیا۔ حالی نے ان کے ساتھ سات آٹھ برس گزارے۔ 1869 میں شیفتہ کا انتقال کر گئے تو انھیں فکرِ معاش دامن گیر ہوئی۔ وہ ملازمت کی تلاش میں لاہور پہنچے۔ لاہور میں انھیں گورنمنٹ بکڈپو میں ملازمت مل گئی۔ یہاں ان کا کام ان اردو کتابوں کی اصلاح کرنا

تھا جو انگریزی سے اردو میں ترجمہ کی جاتی تھیں۔اس طرح حالی بالواسطہ ہی سہی انگریزی ادبیات سے واقف ہوگئے۔اگر چہ لاہور میں ان کا قیام مختصر سا رہا لیکن انھیں ایک ایسا ماحول میسر آیا جس نے ان کے شعور پر اور جلا کی اور ان کے نقدِ شعر کو نئی سمت عطا کی۔

لاہور میں حالی کا قیام ان کی زندگی میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔یہ قیام ان کی ادبی زندگی میں زبردست تبدیلیوں کا باعث بنا۔وہ تقریباً چار برس لاہور میں رہے۔یہاں انھیں مغربی ادبیات سے واقف ہونے کا موقع ملا۔مغربی ادبیات نے ان کے افکار وخیالات میں بڑا انقلاب برپا کر دیا۔غالب اور شیفتہ کی صحبتوں سے اگر حالی کے نظریۂ شعری میں تبدیلی پیدا ہوئی تو قیام لاہور میں نظریۂ شعر کا ایک نیا پیمانہ ایک کسوٹی اور ایک معیار ہاتھ آیا۔

کرنل ہالرائڈ کی ہمت افزائی' پیارے لال آشوب کے مشورے اور آزاد کی رفاقت نے حالی کے نقدِ شعر اور مذاقِ سخن کو نئی منزل عطا کی۔1874ء میں مولانا محمد حسین آزاد نے کرنل ہالرائڈ کے ایما پر جس طرز کے مشاعرے کی بنیاد ڈالی وہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے بالکل نیا تھا۔اس میں غزلوں کے عوض نظمیں پڑھی جاتی تھیں۔رسمی مشاعروں کی روایت کے خلاف مصرع طرح کی جگہ کوئی عنوان یا موضوع دیا جاتا تھا۔شاعر کو یہ آزادی حاصل تھی کہ موضوع کی مناسبت سے وہ جو چاہے زمین' بحر اور قوافی اختیار کرسکتا تھا۔یہ مشاعرہ پرانے دبستانِ شاعری کے خلاف بغاوت کا ایک پہلا قدم تھا۔ان مشاعروں نے جدید شاعری کے لیے راہیں ہموار کردیں۔اگر چہ ان مشاعروں کے انعقاد اور کامیابی میں آزاد کی کوششوں کو بڑا دخل تھا مگر ان میں حالی کا بھی اہم حصہ ہے۔ان مشاعروں کے لیے حالی نے اپنی مشہور مثنویاں حبِ وطن' برکھارت' نشاطِ امید اور مناظرۂ رحم و انصاف لکھیں۔حالی کی یہ مثنویاں بہت مقبول ہوئیں۔مثنویاتِ حالی کا مطالعہ کیجیے تو آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ حالی نے اپنی مثنویوں میں قومی مسائل' اخلاقی پہلوؤں اور نیچرل مضامین کو جگہ دی۔ان میں قافیوں سے زیادہ مضمون کا خیال رکھا گیا۔نفسِ مضمون اور اسلوب بیان کی سادگی کے اعتبار سے یہ مثنویاں بڑی اہم ہیں اور روایتی شاعری سے مختلف ہیں۔قیامِ لاہور میں حالی کے طرزِ سخن میں جو تبدیلیاں آئیں ان کا اندازہ حالی کی مثنویات سے لگایا جاسکتا ہے۔

لاہور کی آب وہوا حالی کو راس نہ آئی۔جب دلی کے اینگلو عربک کالج میں مدرسی کی جگہ خالی ہوئی تو وہ دلی آ گئے۔یہاں وہ بڑی دل سوزی اور مستعدی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دینے لگے۔وہ تقریباً بارہ برس تک درس وتدریس میں مصروف رہے۔جنوری 1887ء میں ان کا تبادلہ لاہور ہوگیا۔وہ کرسچین کالج لاہور کے بورڈنگ ہاؤس میں طلبہ کے اتالیق مقرر ہوئے مگر بہت جلد اس کام سے دل برداشتہ ہوگئے۔جون 1887ء میں دلی واپس آ گئے۔1889ء اپنے عہدے سے مستعفی ہوگئے۔

حالی نے جب تلاش معاش میں دلی کا رخ کیا تو حسنِ اتفاق سے ان کی ملاقات نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ سے ہوئی۔حالی نے تقریباً آٹھ سال شیفتہ کے ساتھ گزارے۔شیفتہ اردو' عربی وفارسی کا عمدہ ذوق رکھتے تھے۔وہ ایک اچھے شاعر اور اعلیٰ درجے کے سخن فہم تھے۔اپنی سخن سنجی اور سخن فہمی کی بدولت اپنے معاصرین میں قدر کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے۔وہ جھوٹ اور مبالغے سے پرہیز کرتے تھے۔ان کی تنقیدی صلاحیتوں کا اندازہ ان کے تذکرے گلشنِ بے خار سے لگایا جاسکتا ہے۔شیفتہ کی صحبت حالی کے حق میں بہت مفید ثابت ہوئی۔یہیں ان کے مذاقِ سخن کو جلا ملی۔اسی زمانے میں غالب کی عقیدت حالی کے دل میں بڑھی۔وہ لکھتے ہیں:

> ''نواب صاحب جس درجے کے فارسی اور اردو زبان کے شاعر تھے اس کی بہ نسبت ان کا مذاق شاعری بہ مراتب بلند اور اعلیٰ تر واقع ہوا تھا انھوں نے ابتدا میں اپنا فارسی اور اردو کلام مومن خان مومن کو دکھایا تھا مگر ان کے مرنے کے بعد وہ غالب سے مشورۂ سخن کرنے لگے۔میرے وہاں جانے سے ان کا پرانا شعر وسخن کا شوق جو مدت سے افسردہ ہوگیا تھا' تازہ ہوگیا' اور ان کی صحبت میں میرا طبعی میلان جواب تک مکروہات کے سبب اچھی طرح ظاہر نہ ہونے پایا تھا چمک اٹھا۔اسی زمانے میں اردو اور اکثر فارسی غزلیں نواب صاحب مرحوم کے ساتھ لکھنے کا اتفاق ہوا۔انھیں کے ساتھ میں بھی جہانگیرآباد سے اپنا کلام غالب کے پاس بھیجا کرتا تھا۔مگر درحقیقت مرزا کے مشورے و اصلاح سے مجھے چنداں فائدہ نہیں ہوا' جو فائدہ نواب صاحب مرحوم کی صحبت سے ہوا۔وہ مبالغے کو ناپسند کرتے تھے اور حقائق وواقعات کے بیان میں لطف پیدا کرنا اور سیدھی سادی اور سچی باتوں کو محض حسن بیان سے دل فریب بنانا اسی کو منتہائے کمالِ شاعری سمجھتے تھے۔چھچھورے اور بازاری الفاظ ومحاورات اور عامیانہ خیالات سے شیفتہ اور غالب دونوں متنفر تھے۔'' (مقالات حالی حصہ اول۔صفحہ)

حالی ایک شعر میں اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ:

حالیؔ سخن میں شیفتہ سے مستفیض ہوں
شاگرد ہوں میرزا کا مقلد ہوں میر کا

## حالی اور غالب

حالی نے غالب کے کلام کو خود غالب سے سمجھنے کی کوشش کی۔انھیں غالب سے ایک خاص لگاؤ پیدا ہو گیا تھا۔انھیں غالب کے کلام میں ایک جہانِ رنگ و بو نظر آیا' ندرتِ ادا' جدت اور تخیل کی بلندی نظر آئی۔

غالب بڑے نکتہ شناس اور نکتہ سنج تھے۔انھوں نے حالی کے اندر چھپے ہوئے شاعر کو دیکھ لیا۔انھوں نے حالی کی حوصلہ افزائی اس طرح کی

> ''اگر چہ میں کسی کو فکرِ شعر کی صلاح نہیں دیا کرتا لیکن تمھاری نسبت میرا خیال ہے کہ اگر تم شعر نہ کہو گے تو تم اپنی طبیعت پر سخت ظلم کرو گے'' (مقالات حالی۔حصہ اول۔صفحہ 266)

غالب کے ان حوصلہ افزا کلمات نے حالی کے جذبۂ شعر و سخن کو بیدار کر دیا۔شعر گوئی کا جو فطری جذبہ حالی میں تھا اور نا مساعد حالات کی وجہ سے لبِ اظہار تک نہیں آیا تھا' وہ اب اظہار کے لیے بے چین ہو گیا۔حالی کا غالب سے تعلق زیادہ سے زیادہ دس بارہ سال رہا اور وہ بھی مسلسل نہیں رہا' مگر اس قلیل عرصے میں غالب سے ایک خاص وابستگی رہی۔انھوں نے غالب سے بے حد استفادہ کیا۔نیز ان کے ادبی کمالات کو سمجھنے پر کھنے اور تجزیہ کرنے کی سعی کی۔ یادگار غالب لکھ کر حالی نے غالب کی حقیقی عظمت عام کرنے اور ان کے کلام کو عوام تک پہنچانے میں اہم رول ادا کیا۔

غالب کا انتقال 1867ء میں ہوا۔حالی اس وقت دلی میں موجود تھے۔ان کے لیے غالب کی جدائی ایک نا قابلِ فراموش اور نا قابلِ برداشت صدمہ تھا انھوں نے غالب کی وفات پر جو مرثیہ لکھا ہے اس کے ایک ایک مصرع سے ان کی عقیدت اور ان کا حزن و ملال جھلکتا ہے۔ ہر مصرع سوز و گداز میں ڈوبا ہوا ہے۔حالی نے اپنے استاد کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔مرثیۂ غالب اگر زورِ بیان' سادگی' سلاست اور تاثیر کے اعتبار سے اردو کا بہترین شخصی مرثیہ ہے تو ''یادگار غالب'' غالب پر لکھی جانے والی سوانح عمریوں میں سب سے الگ منفرد اور ممتاز ہے۔یادگار غالب نہ صرف غالب کی یادگار ہے بلکہ حالی کی یادگار بھی ہے۔انھوں نے غالب کی شخصیت اور زندگی کی کامیاب تصویر کشی کی ہے اور ان کی شاعری اور نثر نگاری کا بصیرت افروز محاکمہ کیا ہے۔

شیفتہ کے بعد حالی سر سید احمد خان سے بہت زیادہ متاثر ہوئے۔سر سید نے ان کی زندگی پر گہرا اثر ڈالا۔سر سید سے ان کی ملاقات شیفتہ کی وساطت سے ہوئی تھی۔قیام دلی کے دوران وہ سر سید سے قریب تر ہوتے گئے۔سر سید کی شخصیت اور ان کی تحریک سے وہ اس قدر متاثر ہوئے کہ اپنی بقیہ زندگی انھیں کے خیالات کی تبلیغ کے لیے وقف کر دی۔ڈاکٹر سید عابد حسین رقم طراز ہیں:

> ''سر سید کی شخصیت اور ان کی تحریک کا حالی پر عجیب و غریب اثر پڑا۔انھیں وہ رہنما مل گیا' وہ راہ عمل نظر آ گئی' وہ مقصدِ حیات ہاتھ آ گیا جسے ان کا دل ڈھونڈتا تھا۔انھوں نے دل میں ٹھان لی کہ اپنی زندگی اور اپنی شاعری کو اس کام میں صرف کریں گے کہ مسلمانوں کے شعر و ادب کے مذاق کو سنواریں' ان کے دل میں جذبۂ قومی کو بیدار کریں اور تعلیمی و ترقی کا شوق پیدا کریں'' (انشائیات۔صفحہ 62)

اس زمانے میں حالی کی جو ذہنی کیفیت تھی اس کا اظہار انھوں نے مسدس حالی کے دیباچے میں کیا ہے۔سر سید نے ایک پژمردہ قوم کی ڈھارس بندھانے کے لیے جس تحریک کا آغاز کیا تھا اور جو ماحول پیدا کیا تھا وہ مسدس کی تخلیق کا باعث بنا۔1879ء میں مسدس مد و جزرِ اسلام' حالی نے سر سید کی فرمائش پر لکھا۔مسدس حالی صرف حالی ہی کا نہیں بلکہ اردو ادب کا شاہکار ہے۔حالی نے اس میں اسلام کی عظمت اور برگزیدگی کا احساس دلایا ہے۔حالی نے جو پس منظر پیش کیا ہے وہ بہت تاریک ہے لیکن اس میں روشنی کی کرنیں بھی ہیں۔

بہ قول ابواللیث صدیقی:

''مسدسِ حالی سے بلاشبہ اردو کی شاعری کی تاریخ میں قومی شاعری کی تحریک کو بڑی تقویت پہنچی ۔اس اعتبار سے حالی کو اردو میں قومی شاعری کا نقیب قرار دینا غلط نہ ہوگا''۔(آج کا اردو ادب۔صفحہ 42)

سرسید اس کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتے تھے۔سرسید کے زیر اثر آنے کے بعد حالی کو وہ منزل ہاتھ آئی جس کی انھیں تلاش تھی۔سرسید تحریک میں انھیں ایک نصب العین ہاتھ آ گیا۔ان کی کاوشیں تعمیری صورت اختیار کر گئیں۔ان میں قومی شعور بیدار رہا۔انھوں نے شاعری کو قومی اصلاح کا بہترین ذریعہ سمجھا۔حالی نے سرسید کی شخصیت' ان کے بلند مقاصد اور ان کے مضبوط ارادوں کا گہرا اثر قبول کیا اور اپنی باقی 38 سالہ زندگی کا ہر سانس اس مقصد کے لیے وقف کر دیا کہ اپنی خواب غفلت میں سرشار قوم کو جگانا اور اسے ترقی کے راستے پر چلنا سکھانا ہے......اس کے بگڑے مذاق کو سنوارنا اور گرے ہوئے اخلاق کو پھر سے بلند کرنا ہے۔''(یادگار حالی۔صفحہ 41)

ملازمت سے سبک دوش ہونے کے بعد بھی وہ برابر سرسید کا ہاتھ بٹاتے رہے' محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے جلسوں میں شرکت کرتے رہے۔علی گڑھ کالج کی امداد کے سلسلے میں سرسید کے ساتھ 23 اگست 1891ء کو حیدر آباد گئے۔تقریباً دو مہینے حیدر آباد میں قیام کیا۔

## خطاب

حالی طبعاً گوشہ نشین اور تنہائی پسند تھے۔وہ نام و نمود سے کوسوں دور تھے۔1904ء میں حکومتِ ہند نے بغیر کسی تحریک یا سفارش کے انھیں تعلیمی و ادبی خدمات کے صلے میں شمس العلماء کا خطاب عطا کیا۔خطاب ملنے پر مولانا شبلی نے ایک مختصر اور جامع خط لکھا اور اپنی عقیدت کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

''مولانا آپ کو تو نہیں لیکن شمس العلما کو مبارک باد دیتا ہوں۔اب جا کر اس خطاب کو عزت حاصل ہوئی''

## حالی کی زندگی کے آخری ایام

آخری دنوں میں بیماری نے انھیں بالکل خاموش کر دیا تھا۔صالحہ عابد حسین لکھتی ہیں:

''انتقال کے کچھ مہینے پہلے مولانا حالی کے اعصاب پر کچھ ایسا اثر ہو گیا کہ وہ بات نہیں کر سکتے تھے۔کوئی بات کرتا تو سمجھ جاتے' چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ اور آنکھوں میں ادراک کی چمک نظر آتی لیکن جب تک جواب دماغ سے زبان تک آئے' اعصاب جواب دے دیتے اور مسکراہٹ بے بسی میں بدل جاتی تھی۔''(یادگار حالی صفحہ 63)

علاج کی غرض سے دہلی بھی گئے مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔31 دسمبر 1914 کو علم و ادب کا یہ آفتاب ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔ان کی آخری آرام گاہ پانی پت میں درگاہ قلندر صاحب کے صحن میں ہے۔حامد حسن قادری نے حسبِ ذیل تاریخیں نکالیں:

| تاریخ از کلام پاک | حسن العافیته عند ربک للمتقین | فبشره بمغفرة (سوره یٰسین) |
|---|---|---|
| ۱۳۳۳ھ | ۱۳۳۳ | ۱۹۱۴ء (سورہ یٰسین) |

## سیرت

حالی ایک فرشتہ صفت انسان تھے۔وہ شرافت' خلوص' محبت اور ہمدردی کا زندہ مجسمہ تھے۔عبدالحق نے اپنے خاکے میں لکھا ہے:

''مولانا کی سیرت میں یہ دو ممتاز خصوصیتیں تھیں۔ایک سادگی اور دوسری دردِ دل اور یہی شان ان کے کلام میں ہے۔ان کی سیرت اور ان کا کلام ایک ہے یوں سمجھیے کہ ایک دوسرے کا عکس ہیں۔''(چند ہم عصر۔صفحہ 155)

ڈاکٹر رام بابو سکسینہ لکھتے ہیں:

''مولانا پرانے زمانے کے یادگار لوگوں میں تھے۔نہایت خلیق و ملنسار' حلیم الطبع اور سچے فدائی قوم تھے' دنیوی جاہ و ثروت کا خیال ان کے دل میں مطلق نہ تھا۔''(تاریخ ادب اردو۔صفحہ 407)

ان کی زندگی میں ایثار وقربانی کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔

### حالی کی تصانیف

1. حیاتِ سعدی — یہ شیخ سعدی شیرازی کی مکمل سوانح حیات ہے۔
2. مسدس مدو جزر اسلام — جو 86-1884 میں لکھا گیا اور 1893 میں شائع ہوا حالی کا زبردست کارنامہ ہے۔
3. مقدمہ شعروشاعری — یہ حالی کے دیوان کا مقدمہ ہے جوان کے دیوان کے ساتھ 1893ء میں شائع ہوا۔ جب حالی کی ناقدانہ قدر و قیمت متعین کرنی ہوتی ہے تو اس کو پیش نظر رکھنا پڑتا ہے۔
4. حیاتِ جاوید — سرسید کی جامع اور ضخیم سوانح عمری ہے۔ اس کام میں حالی کے چھ برس لگ گئے۔ حیاتِ جاوید 1901 میں شائع ہوئی۔
5. مضامین حالی — 1875 سے 1901 تک جو مضامین حالی نے لکھے تھے انھیں کتابی شکل میں شائع کیا گیا۔

### اپنی معلومات کی جانچ:

1. حالی کا اصلی نام کیا تھا وہ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟
2. حالی نے ابتدائی تعلیم کہاں حاصل کی؟
3. حالی نے لاہور میں کہاں ملازمت کی وہاں ان کے ذمے کیا کام تھا؟
4. مسدس مدو جزر اسلام کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
5. حکومتِ ہند نے حالی کو کیا خطاب دیا۔ خطاب ملنے پر شبلی نے کن الفاظ میں مبارک باد دی؟

## 26.3 حالی کی رباعی گوئی

حالی شاعر کی حیثیت سے اردو ادب میں خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ ان کا رنگ سخن سب سے الگ اور منفرد ہے انھوں نے اپنی شاعری کا آغاز غزل گوئی سے کیا اور اچھی غزلیں کہیں۔ ان کی غزلوں میں سادگی بھی ہے حسن اور شیرینی بھی۔ انھوں نے غالب اور شیفتہ کے اثر سے جذبات واحساسات کو عمدہ پیرائے میں ڈھالنے کا فن سیکھ لیا تھا تاہم ان کے ذوق سخن نے انھیں خوب سے خوب تر کی تلاش میں سرگرداں رکھا۔ وہ بڑے ذہین، حساس اور باشعور فن کار تھے۔ ان کی دورس نگاہوں نے اپنے عہد کے تقاضوں کو جلد ہی بھانپ لیا۔ انھوں نے شاعری میں اسلاف کی پیروی سے گریز کیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ:

سخن میں پیروی کی گر سلف کی
انھیں باتوں کو دہرانا پڑے گا

اگر چہ انھوں نے مشرقی ماحول میں آنکھیں کھولی تھیں۔ اسی ماحول میں تعلیم اور پرورش پائی۔ انھیں مشرقی اقدار اور طرزِ حیات سے لگاؤ تھا لیکن 1857ء کے ہلاکت خیز ہنگامے اور اس کے مابعد اثرات نے انھیں جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ انھوں نے بدلے ہوئے حالات کا ساتھ دیا، نئی قدروں کا خیر مقدم کیا۔ نئے حالات سے مفاہمت پیدا کی انھوں نے نئے طرز کی نظمیں کہہ کر جدید شاعری کے لیے راہیں ہموار کیں۔ شاعری کو دلفریبی کا سامان نہیں بلکہ قومی تعمیر کا حصہ بنانے کی سعی کی۔ عشقیہ شاعری کی جگہ قومی اور اصلاحی شاعری نے لے لی۔ سرسید کے زیر اثر ان کی افتادِ طبع جذبۂ اصلاح سے سرشار ہوتی گئی اور ان کی شاعری پر مقصدیت کا غلبہ ہوتا گیا۔

حالی نے مختلف اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی انھوں نے غزلیں بھی کہیں، مثنویاں بھی، قصیدے بھی کہے، مرثیے بھی لکھے، نظمیں بھی کہیں، قطعات اور رباعیات بھی، مسدس بھی۔ ہر ایک صنف میں ان کی انفرادی شان موجود ہے۔ انھوں نے رباعیات پر خصوصی توجہ دی۔ انھیں اس بات کا احساس تھا کہ شاعر کے جذبات وخیالات کے اظہار کا کوئی آلہ غزل یا رباعی یا قطعہ سے بہتر ہو نہیں سکتا۔ اور ''بعض خیالات جو دو مصرعوں میں بالکل یا زیادہ خوبی کے ساتھ ادا نہیں ہو سکتے ان کو قطعہ یا رباعی کے لباس میں ظاہر کیا جا سکتا ہے۔'' (مقدمۂ شعروشاعری)

حالی نے مختلف اور متعدد موضوعات پر رباعیات کہیں۔ ان میں عصری زندگی کی جھلکیاں بھی ہیں' سماجی حالات کا عکس بھی۔ ان میں قوم کے اقبال کا ماتم بھی ہے اور قوم کو محوِ نالہ جرس کارواں رہنے کے بجائے یارانِ تیز گام سے قدم ملا کر نئی منزلوں کی طرف گام زن ہونے کی تلقین بھی۔ حالی نے مسلمانوں کو ان کی زبوں حالی کا احساس دلایا اور ان کو تعلیم کی اہمیت سے روشناس کرایا ہے مخالفوں کی پروا کیے بغیر اپنے کاموں میں مصروف رہنے کا درس بھی دیا ہے۔ ان میں اخلاقی بلندی اور سماجی شعور پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ قوم کو اس کی موجودہ پستی اور نکبت پر غیرت دلائی ہے۔ حالی نے مسدس لکھنے کے مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ ''جو آج کل قوم کی حالت ہے اس کا صحیح صحیح نقشہ کھینچا گیا ہے۔ نظم کی ترتیب مزے لینے اور اردو سننے کے لیے نہیں کی گئی بلکہ عزیزوں اور دوستوں کو غیرت اور شرم دلانے کے لیے کی گئی ہے۔ یہی بات ان کے رباعیات کے لیے بھی کہی جا سکتی ہے۔ حالی کا بنیادی مقصد اصلاح تھا۔ ان رباعیات میں اصلاحی رنگ غالب ہے۔

حالی کی رباعیات کا زیادہ تر حصہ مذہب و اخلاق کے متعلق ہے۔ جو مذہبی رباعیات ملتی ہیں ان میں کسی طرح کی تنگ نظری نہیں بلکہ مذہبی رواداری ہے۔ ان کا خیال ہے کہ کسی بھی مذہب کے ماننے والے کیوں نہ ہوں خدا کی ذات کو تسلیم کرتے ہیں' وحدانیت کے قائل ہیں۔ کوئی صنم میں خدا کا جلوہ دیکھتا ہے تو کوئی آگ پر اسی کا نغمہ گاتا ہے' حتیٰ کہ دہری بھی جو خدا کے وجود سے انکار کرتا ہے وہ بھی تخلیق کائنات کا سبب نیچر کو ٹھہراتا ہے۔ حالی کی رباعی دیکھیے:

ہندو نے صنم میں جلوہ پایا تیرا | آتش پہ مغاں نے راگ گایا تیرا
دہری نے کیا دہر سے تعبیر تجھے | انکار کسی سے نہ بن آیا تیرا

اک اور رباعی میں کہتے ہیں:

کانٹا ہے ہر اک جگر میں اٹکا تیرا | حلقہ ہے ہر اک گوش میں لٹکا تیرا
مانا نہیں جس نے جانا ہے ضرور | بھٹکے ہوئے دل میں بھی ہے کھٹکا تیرا

حالی نے تنگ نظر زہاد پر بھی سخت چوٹ کی ہے کیونکہ ان میں پختگی ایمان کی کمی ہے۔ وہ ظاہر میں کچھ ہیں اور باطن میں کچھ۔ ان کے ظاہر و باطن میں بڑا تفاوت ہے۔

زاہد کہتا تھا جان ہے دیں پر قرباں | پر آیا جب امتحاں کی زد پر ایماں
کی عرض کسی نے کہیے اب کیا ہے صلاح | فرمایا کہ بھائی جاں ''جی ہے تو جہاں''

انھوں نے ایک رباعی میں واعظ کے درشتی کلام پر کاری ضرب لگائی ہے' کیونکہ واعظ کے وعظ میں خامی ہو تو اس کا بہت برا اثر سننے والوں پر پڑتا ہے۔ واعظ کو چاہیے کہ وہ شیریں کلام ہو اور سخت کلامی سے پرہیز کرے' لہٰذا حالی واعظ کو درشتی کلام سے باز آنے کی تلقین کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اک گبر نے پوچھے جو اصولِ اسلام | واعظ نے درشتی سے کیا اس سے کلام
بولا کہ حضور مقتدا ہوں جس کے | ایسی ملت اور ایسے مذہب کو سلام

حالی نے ایک نعتیہ رباعی میں اس بات پر روشنی ڈالی ہے کہ حضور اکرمؐ ہی نے لوگوں کو توحید سے روشناس کرایا۔ آپؐ ہی کی بدولت لوگ توحید سے واقف ہوئے۔

زہاد کو تو نے محوِ تمجید کیا | عشاق کو مستِ لذتِ دید کیا
طاعت میں نہ رہا حق کے ساجھی کوئی | توحید کو تو نے آ کے توحید کیا

حالی چاہتے تھے کہ قوم کے افراد نکبت وافلاس کا رونا رونے کے عوض دوسروں کی برائیاں کرنے کی بجائے خود اپنا محاسبہ کریں۔ حالی، سماجی خرابیوں سے بھی اچھی طرح واقف تھے اور انسانی کمزوریوں سے بھی۔ وہ افراد کو اچھی صفات سے مملو دیکھنا چاہتے تھے۔ وہ معاشرتی خرابیوں کو دور کرنا چاہتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ عیش و آرام، قوم کو مائل بہ تنزل کر دے گا۔ حالی کو احساس تھا کہ قوم، خودستائی، خود پسندی، بے جا تفخر، غیبت، نکتہ چینی جیسی بری عادتوں کا شکار ہو چکی ہے۔ یہی باتیں قوم کو پستی کی طرف لے جا رہی ہیں۔ وہ افراد کی اصلاح چاہتے تھے کیونکہ جب تک افراد کی اصلاح نہیں ہوگی معاشرے کی اصلاح ممکن نہیں۔ انھوں نے بار بار افراد کو برائیوں سے، عیبوں سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ چند رباعیاں دیکھیے جن میں حالی نے بڑی سادگی اور خوش اسلوبی سے ان کمزوریوں کا ذکر کیا ہے جو قوم کے حق میں مضر ہیں:

عشرت کا ثمر تلخ پیدا ہوتا ہے — ہر قہقہہ پیغامِ بکا ہوتا ہے
جس قوم کو عیش دوست پاتا ہوں میں — کہتا ہوں کہ اب دیکھیے کیا ہوتا ہے

چھوڑو کہیں جلد مال و دولت کا خیال — مہماں کوئی دن کے ہیں دولت ہو کہ مال
سرمایہ کرو وہ جمع جس کو نہ کبھی — اندیشۂ فوت ہو، نہ ہو خوفِ زوال

نیکوں کو نہ ٹھہرائیو بد اے فرزند — اک آدھ ادا ان کی اگر ہو نہ پسند
کچھ نقص انار کی لطافت میں نہیں — ہوں اس میں اگر گلے سڑے دانے چند

ممکن نہیں یہ کہ ہو بشر عیب سے دور — پر عیب سے بچیے تا بہ مقدور ضرور
عیب اپنے گھٹاؤ پر خبردار رہو — گھٹنے سے کہیں ان کے نہ بڑھ جائے غرور

حالی نے افراد کو بیدار کرنے کی کوشش کی، ان کی غیرت کو للکارا، انھیں آگے بڑھنے کا جوش و ولولہ عطا کیا، علم کی اہمیت وافادیت پر زور دیا۔ حالی جانتے تھے کہ قوم علم کی دولت سے مالا مال ہو کر ہی اپنے حال کو بہتر بنا سکتی ہے اور روز افزوں ترقی کر سکتی ہے۔ علم کی ترقی ہی قوم کی اصل پونجی ہے۔

اے علم کیا ہے تو نے ملکوں کو نہال — غائب ہوا تو جہاں سے واں آیا زوال
ان پر ہوئے غیب کے خزانے مفتوح — جن قوموں نے ٹھہرایا تجھے راس المال

حالی نے چند رباعیوں میں بعض احباب کی موت کا ماتم بھی کیا ہے۔ ان میں ان کا فطری غم موجود ہے۔

غالبؔ ہے نہ شیفتہؔ نہ نیرؔ باقی — وحشتؔ ہے نہ سالکؔ ہے نہ انورؔ باقی
حالی اب اسی کو بزمِ یاراں سمجھو — یاروں کے جو کچھ داغ ہیں دل پر باقی

حالی کی رباعیوں کے مطالعے سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ انھوں نے بڑی خوش اسلوبی سے اپنے خیالات کا اظہار اپنی رباعیات میں کیا ہے۔ ان کے موضوعات میں بڑی وسعت ہے۔ سادگی اور سلاست کے ساتھ ساتھ ان میں تاثیر بھی ہے۔ انھوں نے رباعیات کے ذریعے سماجی، سیاسی اور اخلاقی اصلاح کا کام بڑی عمدگی سے انجام دیا ہے۔ صالحہ عابد حسین یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ:

''انیس کی رباعیوں کے بعد اردو شاعری میں حالی کی رباعیاں سب سے بلند درجہ کی کہی جا سکتی ہے۔'' (یادگار حالی۔ صفحہ 202)

اپنی معلومات کی جانچ :

1. حالی کی رباعیات کے موضوع کیا ہیں؟
2. حالی نے زاہد پر کیوں طنز کیا ہے؟
3. نعتیہ رباعی میں کس بات کا اظہار کیا ہے؟
4. حالی کی رباعیات کے بارے میں صالحہ عابد حسین نے کیا رائے دی ہے؟

## 26.4 حالی کی رباعیات

### 26.4.1 رباعی ۔ ۱

ہستی سے ہے تری رنگ و بو سب کے لیے
طاعت میں ہے تیری آبرو سب کے لیے
ہیں تیرے سوا سارے سہارے کم زور
سب اپنے لیے ہیں اور تو سب کے لیے

### 26.4.2 رباعی ۔ ۲

جیسا نظر آتا ہوں نہ ایسا ہوں میں
اور جیسا سمجھتا ہوں نہ ویسا ہوں میں
اپنے سے بھی عیب ہوں چھپاتا ' اپنے
بس مجھ کو ہی معلوم ہے جیسا ہوں میں

### 26.4.3 رباعی ۔ ۳

دنیائے دنی کو نقشِ فانی سمجھو
رودادِ جہاں کو اک کہانی سمجھو
پر جب کرو آغاز کوئی کام نیا
ہر سانس کو عمر جاودانی سمجھو

## 26.5 ایک رباعی کی تشریح

دنیائے دنی کو نقشِ فانی سمجھو
رودادِ جہاں کو اک کہانی سمجھو
پر جب کرو آغاز کوئی کام نیا
ہر سانس کو عمرِ جاودانی سمجھو

حالی کہتے ہیں کہ اس رذیل اور سفلہ دنیا کو ایسا نقش سمجھو جو جلد مٹ جانے والا ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ وہ ہمیشہ باقی رہے گی۔ دنیا میں جو کچھ گزر چکا ہے اور گزر رہا ہے اس کی حقیقت کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ محض ایک کہانی ہے' لیکن اس خیال کو دل میں لا کر بے عمل ہو جانا مناسب نہیں۔ جب کوئی نیا کام شروع کرو تو ایک عزم کے ساتھ اسے تکمیل تک پہنچاؤ اور یوں سمجھو کہ تمھاری ہر سانس ایک عمر جاودانی ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگی۔

## 26.6 خلاصہ

اس اکائی میں ہم نے الطاف حسین حالی کے حالاتِ زندگی کا مطالعہ کیا۔ ان کی ابتدائی تعلیم' تلاش روزگار میں دہلی اور لاہور کے سفر' مصطفیٰ خاں شیفتہ' غالب اور سرسید سے ان کے روابط' لاہور کے نظمیہ مشاعروں میں شرکت اور دیگر تفصیلات بیان کیں۔ حالی کی شاعری اور خاص طور پر ان کی رباعی گوئی کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ حالی کی تین رباعیاں آپ کے مطالعے کے لیے پیش کی گئیں اور نموتاً ایک رباعی کی تشریح کی گئی ہے۔ امتحانی سوالات دیے ہیں جن سے امتحان کی تیاری میں مدد ملے گی۔ فرہنگ میں مشکل الفاظ کے معنی دیے گئے ہیں۔ آخر میں چند کتابوں کی فہرست دی گئی ہے جن کے مطالعے سے آپ کی معلومات میں اضافہ ہوگا۔

IMC LIBRARY

## 26.7 نمونہ امتحانی سوالات

ذیل کے سوالوں کے جواب تیس تیس سطروں میں دیجیے:

1. حالی کے عہد کا اختصار سے جائزہ لیجیے۔
2. حیاتِ حالی کے اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالیے۔

ذیل کے سوالوں کے جواب پندرہ پندرہ سطروں میں دیجیے:

1. حالی کے خاندان کے بارے میں اپنی معلومات تحریر کیجیے۔
2. حالی کے قیامِ لاہور کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

## 26.8 فرہنگ

| الفاظ | | معنی | الفاظ | | معنی | الفاظ | | معنی |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| جولانی | = | تیزی، پھرتی، چستی | سرعت | = | جلدی، تیزی | مختل | = | خلل یافتہ |
| تشنگی | = | پیاس | سبیل | = | راستہ، طریقہ | سخن سنجی | = | شعر کو پرکھنا |
| سخن فہمی | = | شعر کا مطلب سمجھنا | میلان | = | جھکاؤ | ڈھارس | = | ہمت |
| دوررس | = | بلند خیال، گہرائی تک پہنچانا | سعی | = | کوشش، | دنی | = | سفلہ |

## 26.9 سفارش کردہ کتابیں


صالحہ عابد حسین — یادگارِ حالی

الطاف حسین حالی — مقدمہ شعر و شاعری

شجاعت علی سندیلوی — حالی بحیثیت شاعر

ڈاکٹر سید عبداللہ — سرسید اور ان کے رفقا

پروفیسر نظیر احمد — الطاف حسین حالی